

خدا سے شراکت رکھنا

اُس میں قائم رہنا



ڈاکٹر لہو مل سہمنز

بائبل نوٹس



شائع کردہ: نیوٹن لہو مل

جی۔ ٹی۔ روڈ ککھر۔ گوجرانوالہ

# تعارف

جیسا کہ اس تصنیف کا ٹائٹل ڈاکٹر لہجہ مل سرمنزر کھا گیا ہے ،  
 حال کی صدی کے پرانے اور بزرگ لوگ لہجہ مل صاحب کی شخصیت اور  
 خدمات سے خوب واقف ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ایک قدیم چھوٹے گاؤں  
 بنام بوبک مرالی والہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ  
 لڑکپن میں خاموش اور چپ چاپ رہتے تھے اور چونکہ وہ چپ چاپ  
 رہتے ، لوگ انہیں گونگا بھی سمجھتے تھے۔ مگر وہ نہایت روحانی اور سنجیدہ  
 زندگی بسر کرتے تھے۔

پروفیسر لہجہ مل صاحب نے سیالکوٹ مشن سکول سے مڈل تک تعلیم  
 حاصل کی اور بعد میں سیمنری تھیولا جیکل کورس ۱۸۹۶ء میں پاس کیا اور ۱۸۹۹ء  
 میں سیالکوٹ پریسبٹری نے انہیں انجیلی خدمت کے لیے مخصوص کیا۔ ۱۹۰۱ء میں  
 پسرور کی کلیسیا کے پاسبان مقرر ہوئے۔ پادری لہجہ مل نے اپنے آپکو  
 بائبل کے مطالعہ میں اس قدر محو کر لیا کہ وہ ایک ممتاز مفسر بن گئے۔ ۱۹۰۴ء  
 میں یو۔ ایس۔ اے یو۔ پی چرچ کی سیمنری کے پروفیسر بنے۔ انہیں محنت شاقہ  
 سے یونانی اور انگریزی زبانوں پر بھی عبور حاصل تھا۔ علم الہیات ، عبرانی  
 اور یونانی زبان کے استاد رہے۔ ۱۹۰۴ء سے موت تک تدریسی خدمت سے  
 منسلک رہے اور آخر بہ مایہ ناز ہستی جو عالم گیر شہرت کے مالک تھے ۱۹۴۴ء میں



بس میں اپنے گھر گھڑ بھومل ہاڈس میں سو گئے۔

میرا ایمان اور یقین ہے کہ بھومل سرمنز اور بائبل سٹڈی سے  
عوام اور خادمان دین خاص فائدہ اٹھائیں گے اور بائبل مقدس کی تعلیم  
کی عملی طور پر پیروی کریں گے۔

پادری نیوٹن بھومل  
جی۔ ٹی۔ روڈ گھڑ  
گوہراوالہ

## پیش لفظ

جب سے مسیحی دنیا میں آنکھ کھولی ہے، دینِ عزیزہ کے صفِ اول کے مبشرین کی زبان سے ڈاکٹر بھومل مرحوم کے بارے میں سُننے کا موقع ملا ہے کہ وہ علمِ الہیات کے ماہر ہونے کے علاوہ عبرانی، یونانی اور انگریزی زبان پر بھی پوری پوری دسترس رکھتے تھے۔ زندگی کے دوراہوں سے گزرتے ہوئے ایک مقام ایسا بھی آیا کہ خداوند کی مرضی سے فریڈ ناز دُختر پادری نیوٹن بھومل صاحب کے ساتھ رشتہ ازدواج میں داخل ہو کر ڈاکٹر بھومل مرحوم کے خاندان کا فرد بن گیا اور اسی سعادت کے تحت ڈاکٹر صاحب کے صاحبزادے جناب پادری نیوٹن بھومل صاحب کے ساتھ خاندانی رفاقتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جن کے ساتھ بیٹھنے گفتگو کرنے اور ان کے اندر جھانکنے سے معلوم ہوا کہ ان کے اندر حقیقی مسیحی محبت، شرافت اور خداوند کے لوگوں کی روحانی خدمت کرنے کا بے پناہ درد پایا جاتا ہے۔

انہوں نے اپنی عمر رسیدی اور جسمانی کمزوری کو بالائے طاق رکھتے ہوئے میری نظر میں حقیقی خدمت کا نمونہ پیش کیا ہے۔ وہ اکثر اپنے والدِ مرحوم کے دستِ مبارک سے تحریر کئے ہوئے بائبل مقدس کے مختلف مضامین کو ترتیب دیتے اور انتہاء گہرائیوں میں ڈوب کر جواہرات کو تلاش



کرتے اور بالعموم کلیسیائے عام کے لیے اور خاص کر میرے سامنے پیش کرتے رہتے۔ چنانچہ ایک مقام ایسا آیا کہ انہوں نے بڑے بوجھ اور سنجیدگی کیساتھ فیصلہ کیا کہ کیوں نہ یہ قیمتی خزانہ ایک کتابچے کی شکل میں خادمانِ دین اور حقیقی مسیحی تعلیم کے پرستاروں کی نظر کیا جائے۔

جناب پادری فیوٹن صاحب نے بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے دن رات کام کرتے ہوئے اس دقیق کام کو نہایت احسن طریقے سے انجام دیا ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ ”ڈاکٹر بھومل سرمنز“ بائبل مقدس کی تعلیم کو حقیقی انداز میں پیش کرنے میں بہت مدد ملے گی اور یہ کتابچہ استادوں اور شاگردوں کے لیے بہت مفید ثابت ہوگا۔

دُعا گو

صابر بھٹی

نئی آبادی کھوکھر کے، گوجر نوالہ



# خدا کے ساتھ شراکت

انسان کس طرح خدا کے ساتھ رفاقت (شراکت) حاصل کرے اور اُس میں قائم رہے۔

دیکھا چہ : اس مضمون کو ڈاکٹر بھومل نے ایک عام جلسہ میں پیش کیا۔  
معزز پریذیڈنٹ صاحب اور جلسہ حاضرین !

میرا دل نہایت خوش ہے اور میں ذاتِ باری تعالیٰ کا نہایت مشکور ہوں کہ اُس کے فضل و کرم سے ہمیں موقع حاصل ہوا ہے کہ ہم اس قسم کی کانفرنس میں حاضر ہو کر ایک نہایت سی ضروری مضمون پر غور کریں جو ان الفاظ میں ہمارے سامنے ہے کہ ”انسان کس طرح خدا سے رفاقت حاصل کرے اور اسے قائم رکھے“ چونکہ کانفرنس کمیٹی میں یہ امر پیش ہوا تھا کہ ہر ایک تحریر یا تقریر کنندہ اس مضمون کو اپنی مذہبی کتاب کی رُو سے پیش کرے، اسلئے مجھے مناسب معلوم ہوا کہ اس مضمون کا انحصار بائبل مقدس پر ہی ہے۔ میں ۱۔ یوحنا ۱: ۳ سے یہ مضمون آپکی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ آیت کے الفاظ یوں ہیں: ”ہماری شراکت باپ کے ساتھ اور اس کے بیٹے یسوع مسیح کے ساتھ ہے“۔ یہاں اس آیت میں یہ بات بالکل صاف ہے کہ خدا باپ کے ساتھ ہماری شراکت ہے۔ میری سمجھ میں اس مضمون کے سمجھنے میں ہمیں پانچ باتوں پر غور کرنا چاہیئے:۔



اول :- وہ اعلیٰ ہستی یعنی ذات باری کیا ہے جس سے انسان نے رفاقت رکھنی ہے ۔

دوئم :- انسان جو خدا سے رفاقت رکھنے کا خیال اور منزل تک پہنچنے کی جرات کرتا ہے ، اس کی اپنی اصلی حالت کیسی ہے ۔ تاکہ انسان کو معلوم ہو کہ وہاں تک رسائی حاصل کرنے کے لیے اسے کیا درکار ہے ۔ مثل ہے کہ اونٹ والوں کے ساتھ تعلق رکھ کے گھر کا دروازہ چھوٹا نہیں ہونا چاہیے ۔ سوئم :- خدا کے ساتھ رفاقت رکھنے سے کیا مفہوم ہے ۔ اس سے یہ غرض ہے کہ ہمیں معلوم ہو کہ اس شراکت میں کیا کچھ مشمول ہے ۔ تاکہ ہم اس قسم کی رفاقت کی خواہش کریں اور اسکے حصول کی کوشش کریں ۔

چہارم :- یہ کس طرح سے حاصل ہو سکتی ہے ؟

پنجم :- یہ کس طرح سے قائم رہ سکتی ہے ؟

آئیے ؛ ہم مذکورہ بالا باتوں پر کچھ غور کریں ۔

اول :- وہ اعلیٰ ہستی یعنی ذات باری تعالیٰ کیا ہے جس سے انسان نے رفاقت

رکھنی ہے ۔ یہ بات ہمیں ذہن نشین ہونی چاہیے کہ جب ہم ذات الہی کی تعریف میں انسانی الفاظ استعمال کرتے ہیں تو وہ ان الفاظ سے مقید نہیں ہو جاتا ہے ۔ ہمیں تو لاچار اُسے سمجھنے اور بیان کرنے میں انسانی الفاظ ہی کام میں لانے ہیں ۔ اگر یہ نہ کریں تو ہمیں خاموش ہی رہنا ہوگا ۔ یہ سچ ہے کہ خدا نے الہام کے ذریعہ سے ہمیں ایسے الفاظ دیے ہیں جن سے

اس کا علم ہمیں نہایت وسعت کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ مگر ہم ان کے معنوں کو وہاں تک سمجھتے ہیں جہاں تک انسان نے ان کے معنی وضع کئے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ جس سے انسان نے رفاقت رکھنی ہے اسکی تعریف کلام الہی کے موافق یوں کی گئی ہے خدا ایک ایسی روح ہے جس کا وجود دانائی، پاکیزگی، انصاف، نیکی، سچائی، بے حد، بے ابتدا بے انتہا اور لا تبدیل ہے۔ اس مضمون کے تحت میں خدا کی نسبت یہاں یہ باتیں یاد رکھنی نہایت ضروری ہیں :-

الف: یہ کہ خدا روح ہے یعنی وہ مادی نہیں اس بناء پر اس سے رفاقت روحی ہوگی۔ ”خدا روح ہے اور اس میں ذرا بھی تاریکی نہیں“

ب :- خدا پاک اور قدوس ہے۔ دیکھئے ایوذا ۱: ۵ ”خدا نور ہے اور اس میں ذرا بھی تاریکی نہیں“۔ حبقوق ۱: ۱۳، تیری آنکھیں ایسی پاک ہیں کہ تو بدی کو دیکھ نہیں سکتا اور تو شرارت پر نگاہ کر نہیں سکتا ہے“ احبار ۱۱: ۴۴ میں خداوند قوم اسرائیل کو کہتا ہے۔ ”اپنے تئیں مقدس کرو اسلئے کہ میں قدوس ہوں“ مکاشفہ ۱۵: ۴ اے خداوند کون تجھ سے نہ ڈرے گا۔ کون تیرے نام کی بڑائی نہ کرے گا کیونکہ صرف تو ہی قدوس ہے۔ ایوب ۲۴: ۵، ۶ میں نے تیری خبر اپنے کانوں سے سنی تھی پر اب میری آنکھیں تجھے دیکھتی ہیں اس لیے میں اپنے ہی سے بیزار ہوں اور خاک اور رکھ پر



بیٹھا تو بہ کرتا ہوں۔ یسعیاہ ۴: ۵ ”تب میں بول اٹھا کہ ہائے  
مجھ پر میں تو برباد ہوا کہ میں ناپاک ہونٹ والا آدمی ہوں اور نجس  
لب لوگوں کے درمیان بستا ہوں کیونکہ میری آنکھوں نے بادشاہ  
رب الافواج کو دیکھا۔“

یسعیاہ ۴: ۲ میں ہے کہ ”سرافیم کھڑے تھے جن میں سے  
ہر ایک کے چھ بازو تھے اور ہر ایک دو سے اپنا منہ ڈھانپے تھا  
اور دو سے پاؤں اور دو سے اُڑتا تھا۔“ دیکھئے خدا ایسا پاک  
ہے کہ پاک فرشتے اسکی پاکیزگی کے جلال کے سامنے اپنے منہ  
اور پاؤں ڈھانپتے ہیں۔ اور ایوب جیسا آدمی اپنے آپ  
سے بیزار ہو جاتا ہے۔ اور خاک اور راکھ پر بیٹھ کر توبہ کرتا  
ہے۔ اور یسعیاہ جیسا آدمی خدا کی قدوسی کے نور میں اپنی  
بربادی کو دیکھ کر ہائے پکار اٹھتا ہے۔ اب خیال کیجئے کہ  
انسان کا ایسی اعلیٰ اور پاک ذات کے ساتھ رفاقت رکھنا  
کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

ج: خدا منصف اور عادل ہے۔ یسعیاہ ۲۸: ۱۶، ۱۷۔

”باوجود اس کے خداوند یہوداہ یوں فرماتا ہے۔ اور  
میں سوت پر عدالت اور ساہول پر صداقت رکھوں گا۔  
اور اولے جھوٹوں کی پناہ کو جھاڑ ڈالیں گے۔ اور پانی  
پینے کے مکان بہا لے جائیں گے۔“ رومیوں ۲۱: ۸۔



”کیونکہ خدا کا غضب اُن آدمیوں کی تمام بے دینی اور ناراستی پر آسمان سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو حق کو ناراستی سے دبائے رکھتے ہیں۔“ رومیوں ۱۲: ۱۱، ۱۲ ”کیونکہ خدا کے ہاں کسی کی طرفداری نہیں اس لیے کہ جنہوں نے بغیر شریعت پائے گناہ کیا وہ بغیر شریعت کے ہلاک بھی ہوں گے اور جنہوں نے شریعت کے ماتحت ہو کر گناہ کیا، ان کی سزا شریعت کے موافق ہوگی۔“

مکاشفہ ۲۱: ۸ مگر نبردوں اور بے ایمانوں اور گھناؤنے لوگوں اور خونبوں اور حرام کاروں اور جادوگروں اور میت پرستوں اور سارے جھوٹوں کا حصہ آگ اور گندھک سے جلنے والی جھیل میں ہوگا یہ دوسری موت ہے۔ متی ۲۵: ۴۱ ”پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہے گا اے ملعونو میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اُس کے فرشتوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“

مکاشفہ ۲۱: ۲۷ ”اور اس میں کوئی ناپاک چیز یا کوئی شخص جو گھناؤنے کام کرتا ہے یا جھوٹی باتیں گھڑتا ہے، ہرگز داخل نہ ہوگا مگر وہی جن کے نام برے کی کتاب حیات میں لکھے ہوتے ہیں۔“

مذکورہ بالا آیات سے یہ بخوبی ثابت ہے کہ خدا کا



عدل یہ تقاضا کرتا ہے کہ گنہگار ہرگز ہرگز بغیر سزا پائے نہ رہے گا اور یہ سزا دائمی ہوگی۔ اگر بالفرض خدا گنہگار کو بغیر کسی بدلے کے یونہی معاف کرے تو اسکی گناہ سے نفرت کہاں گئی اور اس کے عادل ہونے کی صفت جاتی رہی۔ اور اس کا قادر مطلق ہونا قریباً برائے نام رہ گیا۔ کیونکہ اگر خدا بغیر اپنے عدل سے باہر ہونے کو ہی معاف نہیں کر سکتا ہے تو وہ محض انسان کی طرح ہوا جو عدل اور رحم دونوں کو قائم نہیں رکھ سکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا بغیر کافی بدلے ہرگز معاف نہیں کرتا ہے۔

ح :- خدا رحیم ہے۔ (نیک ہے)

زبور ۱۱۹: ۶۸ ”تو نیک ہے اور نیکی کرتا ہے“

زبور ۱۰۶: ۱ ”خداوند کی ستائش کرو۔ خداوند کا شکر کرو۔

کہ وہ بھلا ہے اور اسکی رحمت ابدی ہے۔

تواریخ ۱۶: ۳۴۔ خداوند کا شکر کرو کہ وہ نیک ہے کہ

اس کی رحمت ابدی ہے۔ اس کی اس صفت پر خیال

کرنے سے انسان کے دل میں یہ اُمید پیدا ہوتی ہے کہ

خدا اس کو کسی تجویز سے اپنی رفاقت میں قبول کرے گا۔

اس بات کو نہیں بھولنا چاہیے کہ اگر خدا انسان پر جس کا

حق بالکل کچھ نہیں ہے رحمت نہیں دکھا سکتا تو پھر اس میں

رحیم ہونے کی صفت کہاں رہی ۔

دوئم۔ انسان جس نے خدا سے رفاقت رکھنی ہے ، اس کی اپنی اصلی حالت کیسی ہے ۔

ضروری ہے کہ ہم اپنی اصلی حالت کو جانیں تاکہ خدا سے رفاقت رکھنے کی خواہش اور جرات کے پیش نظر ہم اس رفاقت کے لائق بن سکیں ۔

۱۔ گنہگاری کی حالت ۔ رومیوں ۳ : ۱۰ - ۱۹

۲۔ ناپاکی کی حالت ۔ طیطس ۱ : ۱۵ ” پاک لوگوں کے لیے سب کچھ پاک ہے ۔ مگر گناہ آلودہ ہے ایمان لوگوں کے لیے کچھ بھی پاک نہیں بلکہ اُن کی عقل اور دل دونوں گناہ آلودہ ہیں ۔

ایوب ۱۴ : ۴ ” کون ہے جو ناپاک سے پاک نکالے ؛ کوئی نہیں ۔“  
زبور ۵۱ : ۵ ” دیکھو میں نے برائی میں صورت پکڑی اور گناہ کے ساتھ میری ماں نے مجھے پیٹ میں لیا ۔“ یوحنا ۳ : ۶ ” جو جسم سے پیدا ہوا ہے وہ جسم ہے ۔“ مرقس ۷ : ۲۱ - ۲۳ کیونکہ اندر سے یعنی آدمی کے دل سے بُرے خیال ، حرام کاریاں ، چوریاں ، خونریزیاں ، زنا کاریاں ، لالچ ، بدیاں ، مکر ، شہوت پرستی ، بد نظری ، بدگوئی ، شیخی ، بے وقوفی یہ سب بُری باتیں اندر سے نکل کر آدمی کو ناپاک کرتی ہیں ۔ زبور ۴۰ : ۲ ” اور



دلیل کی کیچڑ میں سے نکالا۔  
 نوٹ :- چشمہ ہی بگڑا ہوا ہے اس لیے چونکہ  
 اندرونی حالت بگڑی ہوئی ہے، آدمی  
 گناہ کرتا ہے۔

۳۔ دُوری کی حالت۔ افسیوں ۲: ۱۳ ”مگر تم جو پہلے دُور تھے  
 اب مسیح یسوع میں مسیح کے خون کے سبب سے نزدیک ہو  
 گئے ہو۔“

۴۔ غصّامی کی حالت۔ کیا زبردست سے شکار چھین لیا جائیگا؟ اور  
 کیا راستباز کے قیدی چھڑائے جائیں گے؟ خداوند یوں فرماتا  
 ہے کہ زور آور کے اسیر بھی لے لئے جائیں  
 گے، اور مہیب کا شکار چھڑا لیا جائے گا کہ میں  
 اُس سے جو تیرے ساتھ جھگڑتا ہے، جھگڑا کروں گا اور  
 تیرے فرزندوں کو بچالوں گا۔“ یسعیاہ ۴۹: ۲۴، ۲۵۔  
 ”میں تمہیں سچ کہتا ہوں جو کوئی گناہ کرتا ہے، وہ گناہ کا  
 غلام ہے۔“ یوحنا ۸: ۳۴۔

۵۔ گنہگار کی اصلی حالت :- سزا اور غضب کی حالت۔ انسان  
 پر فرد جرم لگ چکا ہے اور وہ سزا کے فتویٰ کے نیچے ہے۔  
 ”جو بیٹے کی نہیں مانتا زندگی کو نہ دیکھے گا بلکہ اس پر خدا  
 کا غضب رہتا ہے۔“ یوحنا ۳: ۳۶۔

۴۔ کمزوری اور موت کی حالت۔

”تو زندہ کہلاتا ہے اور ہے مُردہ“ مکاشفہ ۱:۳

”کیونکہ جب ہم کمزور ہی تھے تو عین وقت پر مسیح بے دینوں کی

خاطر مُوّا“ رومیوں ۴:۵

”اور اس نے تمہیں بھی زندہ کیا جب اپنے قصوروں اور

گناہوں کے سبب سے مُردہ تھے“ افسیوں ۱:۲

ان سے اور بہت سی اور آیات سے ثابت ہے کہ

انسان مردگی کی حالت میں ہے اور یہ مُردہ پن رُوحانی ہے۔

اس کا اظہار یوں ہوتا ہے کہ انسان نیکی نہیں کر سکتا ہے۔ ٹھیک

اسی طرح جیسے کہ مُردہ آدمی کوئی دنیاوی کام نہیں کر سکتا ہے۔

بہت دفعہ انسان نیت اور ارادہ باندھتا ہے کہ وہ آگے کو

نیکی کرے گا مگر وہ اسے پورا نہیں کرنے پر۔ پولوس رسول

کا تجربہ خط رومیوں کے ساتویں باب میں یہی ہے۔

دیکھئے رومیوں ۷:۱۵، ۱۶، ۱۹، ۲۱

۵۔ سُن ہونے کی حالت ہے۔

”تمام سر بیمار ہے اور دل بالکل سُست“ یسعیاہ ۵:۱

گنہگار سُن ہونے کی حالت میں ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیت سے

ظاہر ہے۔ اس کا سر اور دماغ کام نہیں کرتا اور ایک طرح سے

دل جو زندگی کا سرچشمہ ہے بے حرکت اور مردگی کی حالت میں ہے۔



سوگم :- اس رفاقت (شرکت) کا کیا مفہوم ہے ؟  
 نوٹ : جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا سے شرکت یا رفاقت  
 رکھیں تو اس میں ہرگز یہ معنی نہیں ہیں کہ انسان  
 خدا بن جاتا ہے ۔ تو بہ تو بہ یہ ممکن نہیں ہے کہ مخلوق  
 ایسا ہو سکے ۔

۱۔ انسان کے دل سے خدا کا ڈر و دہشت کی موقوفی یعنی اُس کے  
 دل سے یہ بات بالکل اٹھ جائے کہ خدا کہیں مجھے اپنے غضب اور  
 قہر سے ہلاک نہ کرے جیسے کہ دوست دوست سے اور بیٹا  
 باپ سے ڈرتا نہیں ہے ۔ ویسے ہی خدا سے رفاقت رکھنے والا  
 خدا سے خوف نہیں کھاتا ۔ ہاں ایک قسم کا خوف ضروری ہے جو  
 اس خیال سے پیدا ہوتا ہے کہ میرا مہربان پیارا آسمانی باپ  
 جو مجھ سے بے حد محبت رکھتا ہے کہیں اس کا دل میری کسی  
 نالائقی حرکت سے رنجیدہ نہ ہو جائے ۔ سو اس رفاقت میں  
 خدا کے حضور میں دلیری اور بے باکی ہے ۔

۲۔ خدا کے ساتھ چلنا پھرنا :- اور اُس کے ساتھ کھانا پینا یہ  
 الفاظ سنکر آپ ضرور حیران ہوں گے کہ یہ کیا بات ہے کہ  
 خدا کے ساتھ شرکت رکھنا اس کے ساتھ چلنا پھرنا اور کھانا  
 پینا ہے ۔ آپ ضرور کہیں گے اور بولیں گے کہ کیا ذات باری تعالیٰ  
 کوئی انسان ہے کہ وہ کوئی مادی ہستی ہے کہ اس کے ساتھ



اس قسم کی رفاقت کا ذکر کیا جاتا ہے، نہیں صاحبان وہ مادی وجود نہیں ہے۔ میں تو پہلے ہی یہ عرض کر چکا ہوں کہ خدا روح ہے اور اُس سے شراکت رکھنا روحانی بات ہے، مگر یہ محاورہ میں اس لیے استعمال کرتا ہوں کہ اس سے ہم رفاقت کو سمجھ سکتے ہیں۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی دو شخص آپس میں رفاقت رکھتے ہیں تو اس کا اظہار ایک دوسرے کے ساتھ چلنے پھرنے اور کھانے پینے سے کرتے ہیں۔ بائبل بھی اس بات کا بیان کرتی ہے۔ پیدائش ۲۲:۵، ۲۴ میں جنوک کے اور پیدائش ۴: ۹ میں نوح کے خدا کے ساتھ چلنے کا ذکر ہے اور مکاشفہ ۳: ۲۰ میں خداوند یسوع فرمانا ہے کہ اگر کوئی میری آواز سنے اور دروازہ کھولے تو میں اُس کے پاس اندر آکر اُس کے ساتھ کھانا کھاؤں گا اور وہ میرے ساتھ کھائے گا۔ خدا کے ساتھ چلنا، خدا کے ساتھ ہم رائے ہونا اور اُس کی بات جو وہ کہے ماننا ہے۔ عاموس ۳: ۳۔ ”اگر دو شخص باہم متفق نہ ہوں تو کیا اٹھے چل سکیں گے؟“

آپ جانتے ہیں کہ اکثر لوگ خدا کے ساتھ اتفاق نہیں رکھتے ہیں۔ جب خدا کسی دھرم میں کوئی سچائی کسی کو دکھاتا ہے تو وہ اس کو قبول نہیں کرتے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ خدا کی مرضی ہمیشہ ایسی ہے کہ انسان اُس سے متفق ہو سکتا ہے اور انسان کی باتیں اکثر ایسی ہیں کہ خدا اُن کے ساتھ نہیں چل سکتا یا اُن سے



اتفاق نہیں کر سکتا۔ میرا مطلب شاید اس بات کے بتانے سے صاف ہو جائیگا کہ جب ہابیل اپنی بھیڑ بکریوں سے خداوند کے لیے ہدیہ لایا اور قاہن اپنے کھیت کے حاصل سے تو اس میں ہابیل خدا کے ساتھ متفق تھا اور کاہن نہیں کیونکہ اس نے اپنے لیے خود راہ نکالی اور ہابیل نے خدا کی راہ کو منظور کیا۔ پس وہ جو خدا کی مرضی سے اتفاق نہیں رکھتا اور اس کی اپنی تجویزیں اور باتیں ایسی نہیں ہیں کہ خدا اس کے ساتھ متفق ہو سکے ہرگز ہرگز خدا سے رفاقت نہیں رکھتا ہے۔

### ۳۔ ایک دوسرے سے گفتگو کرنا:

خروج ۲۵: ۲۱، ۲۲۔ ”اور تو اس سرلوٹش کو اس صندوق کے اوپر لگانا اور وہ عہد نامہ جو میں تجھے دوں گا اُسے اس صندوق کے اندر رکھنا وہاں میں تجھے ملا کر دوں گا اور اس سرلوٹش کے اوپر سے اور کہ وہیوں کے بیچ میں سے جو عہد نامہ کے صندوق کے اوپر ہوں گے اُن سب احکام کے بارے میں جو میں بنی اسرائیل کے لیے تجھے دوں گا تجھ سے بات چیت کیا کروں گا۔“

اس میں یہ ضروری ہے کہ خدا کی انسان سُننے اور ماننے اور خدا بھی انسان کی بات سُننے اور ماننے۔

دیکھو پیدائش ۱۸: ۱۷ اور پھر آیت ۲۲ سے ۳۳ کو بھی دیکھو۔  
خدا نے ابراہیم کی بات سُننی اور مانی۔



### ۴۔ الہی ذات اور اُسکی صفات پر غور کرنا:

عبرانی زبان کا لفظ  $\text{יהוה}$  کا زبور ۵۵: ۱۷ اور ۱۰۴: ۱ اور ایوب ۴: ۱۵ میں دُعا مانگنا ترجمہ ہوا ہے۔ مگر یہ لفظ زیادہ تر سوچنے اور غور کرنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ الہی ذات اور صفات پر غور کرنا دل کے اندر ہی اندر بغیر آواز نکالے بولنا یا دُعا مانگنا ہے جو خدا کے ساتھ رفاقت رکھنے میں شامل ہے۔

پس خدا کے غور و دھیان میں رہنا اس سے شراکت رکھنا ہے۔

۵۔ اُس سے شراکت رکھنا الہی ذات میں شریک ہونا ہے: کوئی دو چیزیں آپس میں ٹھیک میل نہیں رکھ سکتی ہیں۔ اگر وہ ایک ہی ذات کی نہ ہوں۔ محاورہ ہے کبوتر با کبوتر پرواز باز با باز۔ ۲ پطرس ۱: ۴ میں ذکر ہے کہ ہم خدا کے وسیلے سے ذات الہی میں شریک ہو جاویں۔ پھر آیت ۵۔ ۷ تک بتایا گیا ہے کہ اس میں شریک ہونا یہ ہے کہ ہم میں ایمان، نیکی، معرفت، پرہیزگاری، صبر، دینداری، برادرانہ الفت، اور محبت ہو اور ترقی کرتی جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ بات ہم پر صاف ہو جائے کہ یہ بیان کردہ خوبیاں اپنے میں رکھنا اور ان میں ترقی کرنا اس لیے ذات الہی میں شریک ہونے



کے ساتھ کہا گیا ہے کہ یہ الہی ذات میں کمالیت کے ساتھ موجود ہیں۔ اور کہ وہی ہم میں ان کے پیدا کرنے والا ہے۔ یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ ہم خدا ہو جاتے ہیں۔ انسان کبھی بھی ازلی، ہمہ دُر، لامحدود، قادرِ مطلق اور غیرِ مبدل نہیں ہو سکتا ہے۔ ہاں وہ کئی خوبیوں میں خدا کی مانند ہو سکتا ہے۔ مگر اُس کے برابر نہیں۔

چہارم: کس طرح خدا سے میل یا رفاقت حاصل کریں:

الف :- اپنے تئیں جانچیں اور پرکھیں۔ اپنے گناہوں اور کمبیوں کو دیکھیں۔  
زبور ۱۳۹: ۲۳، ۲۴

ب :- انہیں ترک کریں۔

”اپنے آپ کو دھوؤ، اپنے آپ کو پاک کرو، اپنے بُرے کاموں کو میری آنکھوں کے سامنے سے دُور کرو بد فعلی سے باز آؤ“

نیکی کاری سیکھو، انصاف کے طالب ہو، مظلوموں کی مدد کرو۔ یتیموں کی فریاد رسی کرو۔ بیواؤں کے حامی ہو۔  
یسعیاہ ۱: ۱۶، ۱۷

ج :- خدا معاف کرے گا، قبول کرے گا۔

لوقا ۱۵: ۱۸ - ۲۰

”قرمزی گناہ برف کی مانند سفید ہو جائیں گے“

”ارغوانی گناہ اُون کی مانند اُجلے ہوں گے“

یسعیاہ ۱: ۱۸

۵: ۱ اُس کے نزدیک اور قربت میں رہیں جیسا کہ مصروف بیٹا باپ

کے گھر واپس آیا اور ”باپ نے چوما اور گلے لگایا“ لوقا ۱۵: ۲۰

”وہ بچائے گا اور گلے لگائے گا“

لوقا ۱۵: ۲۰

”اُس کا ہاتھ چھوٹا نہیں کہ بچا نہ سکے“

یسعیاہ ۵۹: ۱

۵: ۱ اُس کی ذہاں بڑاری قبول کریں۔

یسعیاہ ۱: ۲۰

منہ خدا سے پیوستہ رہیں؛

یہ ہے ڈالی کی طرح درخت سے پیوستہ رہنا۔ ایسا انداز

ڈالیاں ہیں اور یسوع مسیح انگور کا درخت ہے۔ ہمیں

ہر وقت خداوند سے پیوستہ رہنا چاہیے ورنہ ہماری

شراکت نہیں ہو سکتی۔ یوحنا ۱۵: ۵

پنجم: یہ کس طرح قائم رہ سکتی ہے؟

ہر وقت اُس کی حضوری میں رہیں۔



۱۔ شکستہ دل رکھنا۔ شکستہ دل میں خدا رہتا ہے۔

یسعیاہ ۵۷: ۱۵۔

۲۔ بدن کو پاک رکھیں یہ خدا کا مقدس ہے۔

۱۔ کمرنتقیوں ۱۴: ۳، ۱۵: ۱۷

۳۔ فضل اور مناجات کی رُوح حاصل کریں۔

زکریاہ ۱۲: ۱۰

۴۔ اپنے بدن اُسے نذر کریں۔ رومیوں ۱۲: ۱

بدن نذر کرنا، اپنے تئیں خدا کے حوالے کرنا اور

اس کے تحت رہنا ہے اور یوں ہماری رفاقت قائم رہے گی۔

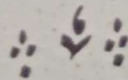
اگر فضل اور مناجات دعا مانگنے کی رُوح ہم میں ہوگی، ہم اسکی

صلیبی محبت کو دیکھیں گے۔ اور اس کی محبت کی زنجیروں سے

اس کے ساتھ بندھے رہیں گے اور ہماری اُس کے ساتھ

زکریاہ ۱۲: ۱۰

دائمى شراکت رہے گی۔



ماڈرن اصلاح برقی پریس

لوہے والا بازار ، گوجرانوالہ

کتبہ : انتیاز القلم